آصفہ عزت اللّٰہ*

الف لیلہ کی کردار نگاری: بحوالہ مترجمہ رتن ناتھ سرشار

Characterization of Alif Laila: Translated by Ratan Nath Sarshar.

Abstract:

The article by Ratan Nath Sarshar examines Alif Laila (The Arabian Nights) as a narrative corpus that presents a rich diversity of characters, encompassing royalty, merchants, magicians, tricksters, and ordinary individuals. These figures are constructed in striking moral and social contrast—virtue and vice, loyalty and betrayal, power and vulnerability—offering a nuanced reflection of human nature and societal structures. While many characters possess larger-than-life qualities, their emotional depth, including love, fear, ambition, and hope, renders them relatable. Central to the narrative is Scheherazade, whose strategic use of storytelling demonstrates intelligence, courage, and the redemptive potential of narrative art. Sarshar's analysis highlights how Alif Laila integrates elements of fantasy with cultural and moral instruction, illustrating the interplay between personal agency, ethical choices, and destiny.

Keywords: Arabian nights, Characters, loyalty, betrayal, moral instruction, ethical choices, destiny.

داستان قدیم صنفِ ادب ہے۔ اگرچہ یہ انسانی زندگی سے گہرا تعلق اور ربط رکھتی ہے لیکن یہ تعلق نزدیک کا نہیں بلکہ دُور کا ہوتا ہے کیوں کہ داستانیں ہمیں جس زندگی کی جیتی جاگتی تصاویر دِکھاتی ہیں اس کا تعلق حال کے بجائے ماضی سے زیادہ ہوتا ہے۔ داستان میں ایک خیالی دنیا تخلیق کی جاتی ہے، اس کا حقیقی دُنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ داستان میں اگر حقیقی دُنیا کے لوگ اور چیزوں کا بیان ہو تو داستان کی فضا برقرار نہیں رہتی اسی لیے داستان کا پلاٹ بھی قریب و حال کے واقعات کے بجائے ماضی بعید کے واقعات سے وجود میں آتا ہے اور یہی خصوصیت داستان کے حُسن میں اضافہ کرتی ہے۔

شمس الرحمٰن فاروقی کے مطابق داستان اپنی اصل میں نمائندگی ناپذیر ہے اور اپنی دنیا خود تخلیق کرتی ہے۔ البتہ اس کی جزئیات میں نمائندگی کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ داستان کا تصور کائنات جدید تصور کائنات سے مختلف ہے۔ اس میں کائنات جامد اور غیر تغیر پذیر ہے اسی لیے اس کے کردار بھی غیر تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ فاروقی داستانی کرداروں کو یک زمانی کردار کہتے ہیں یعنی ان میں تغیر وارتقا ونما نہیں ہوتا[1]۔ اچھے کردار ہمیشہ اچھے اور برے کردار ہمیشہ برے رہتے ہیں۔ ان کی شخصی خصوصیات میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ آئندہ صفحات میں الف لیلہ کے کرداروں کے جائزہ لیتے ہوئے ان کی یک زمانیت بھی واضح ہوگی

داستان گوئی کی تاریخ میں اگر لوک داستانوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں فرار کا جذبہ پایا جاتا ہے اور یہی ان داستانوں کا نفسیاتی پہلو ہے۔ لوک داستانوں میں ایسے کردار پیش کیے جاتے ہیں، جو زندگی کے ناگوار حقائق سے فرار کے عجیب و غریب راستے ڈھونڈتے ہیں۔ اِس پہلو کی ڈاکٹر گیان چند نے مزید وضاحت کچھ یوں کی ہے:

> داستانوں کے فروغ میں ایک فراری جذبہ بھی کارفرما ہوتا تھا۔ ان کی دُنیا سپنوں کا سنسار تھی جو تلخیوں سے پناہ دیتی تھی۔ یہاں پہنچ کر بے بسی اور بے کسی سے خلاصی ہو جاتی تھی۔ یہاں کوئی بلا موجود نہ تھی، جو تھیں انھیں زیر کر لیا گیا تھا۔ ہیر اور اس کے رفیقوں کی فتح داستان کے سامعین کی فتح ہے۔۔۔ تخیل کو ہر قسم کی آزادی دے دی گئی تھی۔ داستان کے ہیرو میں تمام اوصاف جمع کر دیئے جاتے تھے۔ سننے والوں کے منہ میں پانی بھر آتا۔ زندگی میں جو کچھ انھیں مرغوب تھا، جس کی حسرت تھی وہ سب داستانوں میں موجود تھا۔ پریوں جیسا حُسن، رستم جیسی شجاعت، عشق کے معاملے اور پھر وصل کے محاکاتی بیان۔ ایک حسین ولذیذ خواب تھا، جس میں وہ کھو جاتے تھے۔ شیخ چلی کے منصوبوں کی طرح خیال ہی خیال میں تمام دولت وعشرت حاصل ہو جاتی تھی۔[2]

یوں داستان گوئی کی اس شعریات اور فراریت کے جذبے کا جائزہ لیں تو اس ضمن میں عربی کی شہرہ آفاق تصنیف الف لیلہ کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔ الف لیلہ کو پہلوی کتاب ہزار افسانہ جو کہ اب نایاب ہے، کی معرب صورت کہا گیا ہے۔ الف لیلہ کی تاریخ تالیف اور مصنف نامعلوم ہے۔ محققین نے اس کے قدیم ترین مخطوطے کا ذکر کیا ہے جو نویں صدی عیسوی کا ہے[3]۔ الف لیلہ کی کہانیوں اور کرداروں کا تعلق کسی ایک جغرافیائی خطے سے نہیں ہے۔ ”اگر ہم کہانیوں کے اصل مادے اور جغرافیائی حدود پر نظر مرکوز کرتے ہیں تو یہ کہانیاں ہمیں ہندوستان، ایران، عراق، مصر، ترکی اور کسی حد تک یونان سے متعلق معلوم ہوتی ہیں“[4]۔ الف لیلہ کے تراجم دنیا کی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ گیان چند جین نے اردو میں اس کے سولہ تراجم کا ذکر کیا ہے۔ رتن ناتھ سرشار کا ترجمہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ سرشار نے اردو ترجمہ انگریزی اور عربی زبان سے کیا ہے[5]۔

الف لیلہ کی بنیادی اور نمایاں خصوصیت، اس کی زبان ہے۔ ان کہانیوں میں عام فہم وفراست اور عقل کی سرد منطق سے ہٹ کر ایک ایسی دُنیا کی سیر وسیاحت ہے جس میں جگہ جگہ واہمات ہی اصل حقیقت کا روپ اختیار کرتے ہیں۔ داستان کا یہ پہلو

رومانوی ادب کے حق میں ایک ردِ عمل کے طور پر سامنے آتا ہے۔الف لیلہ میں عرب ثقافت کا رنگ غالب نظر آتا ہے لیکن اس میں پنجاب سے ایران اور پھر ایران سے عرب پہنچنے والی کہانیاں بھی موجود ہیں۔

دل چسپی اور تجسس الف لیلہ کے پلاٹ کی ایک نمایاں خوبی ہے، اگرچہ الف لیلہ میں تخیل کی فراوانی ہے مگر رتن ناتھ سرشار نے اپنی فنی مہارت کی بدولت اس تخیل میں بھی ربط و تسلسل قائم رکھا ہے۔ داستان میں ہر طبقے کی نمایندگی ملتی ہے جن میں مزدور اور بادشاہ سے لے کر نوکر، جن وپری اور بھوت پریت کے ساتھ جانوروں کی حکایات کو بھی اِس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ ان سے تخلیق کردہ ماحول میں اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔ دراصل سرشار نے غیر حقیقی کرداروں کو بھی حقیقت کا روپ دیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ہم اِن کو مجسم دیکھ سکتے ہیں۔

طوالت، داستان کی خوبی ہے جس کے لیے قصہ در قصہ یا ضمنی کہانیوں کے بیان کی تکنیک اختیار کی جاتی ہے۔الف لیلہ کے پلاٹ کی ساخت میں ضمنی کہانیوں اور اصل کہانیوں کا آپس میں ربط برقرار رہتا ہے۔ اصل قصے کا تعلق، اگرچہ ضمنی قصوں سے برائے نام ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی ہر قصہ، قصہ در قصہ چلتا رہتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے بات سے بات نکلتی ہے۔اِس عمل میں باہمی ربط اور تسلسل کے ساتھ ساتھ تناسب اور موزونیت کا عمدہ امتزاج ملتا ہے۔"الف لیلہ"میں واقعات کے اِس خوب صورت تسلسل اور منطقی ربط کو سہیل بخاری نے یوں بیان کیا ہے:

> واقعات کی ترتیب، تنظیم و تکمیل اس قدر سلیقے، اہتمام، تناسب اور موزونیت کے ساتھ کی گئی کہ اس سے بڑھ کر ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ مواد کے استعمال میں مؤلف نے جو توازن اور اعتدال برتا اس کی مثال دوسری جگہ محال ہے۔[۶]

پنڈت رتن ناتھ سرشار نے واقعات کے بیان میں، ربط و تسلسل کے استحکام کے ساتھ؛ دل چسپی، روانی، تجسس، دل کشی اور لطافت کی معراج پیدا کی ہے کہ قاری کی توجہ ایک لمحے کے لیے بھی کہیں اچکتی اور اٹکتی نہیں، کوئی چیز اس کو روکتی نہیں۔ہاں مگر ایک خوش گوار حیرانی میں مبتلا ضرور کرتی ہے جس کے باعث دل چسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔

داستان کے بیان میں، کرداروں کی اپنی ایک اہمیت ہوتی ہے۔الف لیلہ میں سرشار نے ایسے خوب صورت اور جان دار کردار پیش کیے ہیں جو خود اپنی شناخت بن جاتے ہیں، یہی سرشار کی کردار نگاری کا فن ہے جس کو انھوں نے بڑی مہارت کے ساتھ برتا ہے۔ ان کا تخلیق کردہ ہر کردار، اصل معلوم ہوتا ہے۔الف لیلہ کی بنیادی کہانی، سلطان شاہ زمان اور شہریار کی بے اطمینانی اور مایوسی سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد شہرزاد کی کہانی سے آگے بڑھتی ہے جو کہ وزیر زادی تھی، اس کا اپنے ملک، اپنے شہر اور قوم کی عورتوں کو بچانے اور بادشاہ کے دل سے عورتوں کے لیے کینہ، بغض اور انتقام کی آگ کو ختم کر کے اسے مطمئن کرنے کے لیے سارا

بوجھ اپنے سر لینا، مصائب جھیلنا اور ان کا علاج کرنے کی زور دار خواہش و لگن چھپی ملتی ہے۔ شہزادے نے بادشاہ کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے تین بچے جنے اور اپنے کردار کی کاملیت سے ثابت کر دیا کہ انسان کے پاس ہر قسم کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ خواہ گناہ کے دَلدَل میں پھنس کر اپنی عزت و ناموس کے ساتھ ساتھ اپنی جان گنوا دے اور چاہے تو دامن تر کیے بغیر قعرِ دریا سے نکل آئے۔

اس داستان میں جہاں وزیروں اور بزازیوں کو لوٹنے والی خادمائیں ہیں اور ماماؤں کے ذریعے راہ گیروں کو گھیرنے اور لوٹنے والی وزیر زادیاں ہیں، وہاں دور اندیش شاہزادیاں، باوقار بیگمات اور انیس الجلیس جیسی کنیزیں بھی شامل ہیں۔ سرشارؔ نے کرداروں کو اور واقعات کو حقیقت کا روپ دے کر ان کا تعارف اس انداز میں پیش کیا ہے کہ یہ ہمیشہ آنکھوں کے سامنے جیتی جاگتی تصاویر بن کر پھرتے ہیں اور دیکھا جائے تو ان کرداروں کی خوبیاں اور خامیاں ہمیں اپنے اِرد گرد بے شمار نظر آتی ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ اچھے اور بُرے لوگ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ سہیل بخاری، سرشار کی کردار نگاری کی مذکورہ خوبی کو اِس طرح بیان کرتے ہیں:

> شاہ سے لے کر گدا تک اور سرمایہ دار (خواجہ) سے لے کر مزدور (حمال) تک سب کے سب ایسی زنجیر میں منسلک ہیں کہ ان میں ذرا سی دیر کے لیے بھی اجنبیت و مغائرت، یا طبقاتی کشمکش محسوس نہیں ہوتی۔[۷]

داستان میں مذکور بادشاہ؛ بہت دولت مند، طاقت ور اور کانوں کا کچا ہوتا ہے، اصل اور نقل میں تمیز نہیں کر سکتا، کیوں کہ دولت کی موجودگی ذہانت کی دلیل نہیں۔ وہ بادشاہ بھی وزیر کی باتوں میں آ کر اپنی جان گنوا دیتا ہے اور جو اس کے ساتھ مخلص ہوتا ہے وہ اس کو نظر انداز کرتا ہے۔ بادشاہ کے پاس اتنی صلاحیت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے محسن کو پہچان سکے۔ وزیر کی باتوں میں آ کر وہ حکیم دوبان کو مارنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کا خیال ہوتا ہے کہ حکیم نے اس کو کوئی دوائی تو کھانے کو دی نہیں، اگر کچھ سنگھا کر مار دیا تو وہ مر جائے گا۔ وزیر اس کو ورغلاتا ہے اور وہ اس کی باتوں میں آ جاتا ہے کیوں کہ صحت مند ہونے کے بعد بادشاہ حکیم دوبان کو اپنا مقربِ خاص بنا لیتا ہے اور اس کو بہت سے انعام و کرام سے نوازتا ہے۔ وزیر کو اس سے حسد ہونے لگتا ہے اور وہ بادشاہ کے کان بھرتا ہے، بادشاہ اس کی باتوں میں آ جاتا اور اس کا سر کٹوا دیتا ہے۔

پہلے قلندر کی کہانی میں پہلا قلندر جو ہمیں نظر آتا ہے وہ ایک آنکھ سے کانا ہے اور اپنی کہانی بیان کرتا ہے۔ یہ ایک بادشاہ کا بیٹا ہوتا ہے، اِس کا چچا بھی بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ وہ قلندر تمام علوم میں ماہر ہوتا ہے۔ اس کے کردار میں ہمیں ایسا انسان ملتا ہے جو کہ کوئی سنگین غلطی بھی نہیں کرتا لیکن حالات کچھ ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ بادشاہ کا بیٹا ہوتے ہوئے بھی غیر محفوظ اور بے آسرا ہو جاتا ہے۔ اس میں اس کی سادگی اور معصومیت بھی نظر آتی ہے کہ وہ پے در پے مصیبتوں کا شکار ہوتا ہے اور اپنی آنکھ بھی گنوا بیٹھتا ہے۔ اس کے ملک کا وزیر، اس کے باپ کے ساتھ دھوکہ کرتا ہے اور تمام سلطنت پر قبضہ کر لیتا ہے۔ آخر کار وزیر کو اس پر رحم آ جاتا ہے

اور وہ اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ وزیر قسم کھاتا ہے کہ وہ اس کو قید نہیں کرے گا اور نہ اس کی جان لے گا۔ شاید یہ اس کی سادگی اور سچائی ہی تھی کہ وزیر اس پر رحم کھا کر چھوڑ دیتا ہے۔

داستان میں موجود، دوسرے قلندر کا کردار، بہت سی مشکلات کا سامنا کرتا ہے حالاں کہ وہ بھی بڑے رئیس با توقیر کا بیٹا ہوتا ہے۔ علم و ہنر کا ماہر ہے، خوش نویس ایسا ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، لیکن شاید سکون اس کا مقدر نہیں ہے، عیش و آرام کی زندگی زیادہ دیر تک اس کے پاس نہیں دیتی۔ بادشاہ اِس کو بلاتا ہے اور اپنے دربار کا حصہ بناتا ہے۔ وہ قزاقوں کے ہاتھوں لٹتا ہے۔ پھر ایک جن اس کو بندر بنا دیتا ہے، لیکن اپنی خوش نویسی کی وجہ سے وہ بادشاہ کے دربار میں پہنچ جاتا ہے جہاں پر اس کی بہت واہ واہ ہوتی ہے۔ بادشاہ کی بیٹی اس کو اپنے جادو کی وجہ سے بندر سے انسان بناتی ہے لیکن خود جادو کا مقابلہ کرتے ہوئے مر جاتی ہے۔ بادشاہ اس کو وہاں سے بھی جانے کا حکم دیتا ہے۔ آخر کار وہ قلندر کا روپ دھار کر وہاں سے آجاتا ہے اور شہر شہر پھرتا ہے۔

تیسرے قلندر کا کردار ان پہلے دونوں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ وہ بھی صاحبِ تخت و تاج کا بیٹا تھا۔ اس کا ملک سمندر کے قریب تھا، بہت سے جزیرے اس کے پاس تھے، بہت سے بحری جہازوں کا وہ مالک تھا۔ وہ ایک دفعہ سفر کا ارادہ کرتا ہے راستے میں موسم خراب ہو جاتا ہے اور جہاز ٹکر کھا کر تباہ ہو جاتا ہے، پھر ایک بزرگ اس کو خواب میں ملتے ہیں اور اس کو ایک کشتی کے آنے کی خبر دیتے ہیں اور اس کو "بسم اللہ" پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ یہاں اس سے غلطی ہو جاتی ہے اور وہ بسم اللہ پڑھ لیتا ہے اور بہت سی مشکلات کے بعد ایک جگہ پر پہنچتا ہے وہاں اس کے ہاتھوں ایک سوداگر کے بیٹے کا قتل ہو جاتا ہے، وہاں سے وہ پھر سفر پر روانہ ہوتا ہے۔

اِس کے کردار میں ہمیں یہ بات واضح طور پر محسوس ہوتی ہے کہ وہ صاحبِ عقل ہوتے ہوئے بھی ہر جگہ پر کم عقلی کا ثبوت دیتا ہے اور نافرمانی کر جاتا ہے جس کی اس کو سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ بہت سی جگہوں پر اس کو کسی حرکت سے منع کیا جاتا ہے تو وہ اس کو سنجیدہ نہیں لیتا بلکہ عام سی بات سمجھ کر غلطی کر جاتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔

حکیم دوبان ایک مشہور و معروف حکیم ہے جو کہ بہت ذہین ہے۔ اس کی مسیحائی کے جھنڈے گڑے تھے اس کے عہد کے اطبا اُس کا نام سن کر کان پکڑتے تھے اور زانوئے ادب تہہ کرتے تھے۔ اس کو "حاذقِ دولال" اور "مسیحائے زماں" کہتے تھے۔ الف لیلہ کی رات نمبر ۱۱، جلد اوّل، صفحہ نمبر ۸۵ پر اِس کا ذکر ہے۔ حکیم دوبان بادشاہ کا علاج کرتا ہے جس کو جذام کا لاعلاج مرض لاحق ہے اس کا علاج کرنے کا طریقہ بھی نہایت نایاب ہوتا ہے اس کے علاج سے بادشاہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بادشاہ اس کو اپنا مقربِ خاص بنا لیتا ہے اور اس کو بہت سے انعامات اور خلعتِ سلطانی سے نوازتا ہے۔ بادشاہ کے وزیر کو یہ بات برداشت نہیں ہوتی تو وہ بادشاہ کے کان بھرتا ہے کہ حکیم دوبان اس کو مار دے گا۔ دوسری طرف حکیم پورے مخلصانہ انداز میں اور نیک نیتی سے بادشاہ کا علاج کرتا ہے۔ یہاں ہمیں حکیم دوبان کی ذہانت واضح نظر آتی ہے کہ کس طرح وہ بادشاہ کو قائل کرتا ہے کہ جب اس کو مارا جائے تو

اس کا سر تن سے جدا کرنے کے بعد ایک طشتری میں رکھا جائے اور ایک دوائی ڈالی جائے۔

شمس الدین کا کردار ہمیں ایک جلد باز اور ناعاقبت اندیش انسان کے روپ میں رات:۵۷ کی کہانی میں ملتا ہے۔ شمس الدین ایک معمولی سی بات پر اپنے چھوٹے بھائی سے ناراض ہو جاتا ہے۔ ابھی تک دونوں کی شادی کا رشتہ بھی نہیں طے ہوا ہوتا کہ وہ بچوں کی شادی اور رشتے کو بنیاد بنا کر آپس میں ناراض ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں لڑکا اور لڑکی کے نکاح اور جہیز کی بات پر تکرار شروع ہوتی ہے اور بھائی بھائی میں جدل و پیکار تک پہنچ جاتی ہے۔ شمس الدین اپنے بھائی سے ہر بات منوانا چاہتا ہے۔

نورالدین کا کردار ایک حساس انسان کے طور پر نظر آتا ہے جو کہ وقتی طور پر تو اپنے بھائی سے ناراض ہو جاتا ہے لیکن بعد میں بہت پریشان رہتا ہے اور اپنے بھائی کی خواہش کا احترام کرتا ہے اور اپنے بیٹے کی شادی اس کی بیٹی سے ہونے پر بہت خوش ہوتا ہے۔ اپنی بھابی کو بھی ڈھونڈ کر اس کے پوتے سے ملواتا ہے۔ وہ ایک ذمے دار انسان نظر آتا ہے جو اپنی غلطی کا احساس ضرور کرتا ہے۔ اپنی موت کے وقت وہ اپنے بیٹے کو بھی شمس الدین کے بارے میں بتاتا ہے یہاں پر ہمیں دونوں بھائیوں میں وہی روایتی محبت نظر آتی ہے جو ہمارے مشرقی نظامِ اقدار سے متعلق ہے۔ وہ اپنے آخری وقت میں ایک کاغذ پر تمام تفصیلات لکھ کر اپنے بیٹے حسن بدرالدین کے حوالے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چچا سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔

بدرالدین حسن ہمیں ایک نہایت خوب صورت جوان کے کردار میں نظر آتا ہے جو کہ انتہائی خوب صورت ہے۔ یہ نورالدین کا بیٹا ہے اور شمس الدین کی بیٹی سے اس کا نکاح ہوتا ہے اس کی مثال ہمیں رات ۵۷، جلد اوّل، صفحہ ۶۵۲ پر ملتی ہے۔ حیرت تھی کہ انسان ہے یا کہ حورِ جناں، روکشِ حسن علماں، ہر کوئی اس کو تعریف کی نظر سے دیکھتا ہے، پریاں تک اس کے حسن پر فدا ہوتی ہیں۔ سرشار اس کی خوب صورتی کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> سبحان اللہ، سبحان اللہ، کیا صورتِ زیبا دیکھنے میں آئی ہے، اللہ نے خود اپنے دستِ قدرت سے یہ صورت بنائی ہے۔[۸]

حَسن کی شادی، حُسنِ اتفاق سے اپنے چچا کی بیٹی سے ہی ہوتی ہے جو کہ انتہائی خوب صورت ہے۔ دونوں کی شکلیں کافی حد تک ملتی ہیں۔ صرف ایک رات کے لیے وہ آپس میں ملتے ہیں اور پھر بچھڑ جاتے ہیں۔ حسن ایک نان بائی کے پاس پہنچ جاتا ہے جو کہ اس کو اپنا بیٹا بنالیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ کام کرنے لگتا ہے۔

عجیب حسن، بدرالدین کا بیٹا ہے۔ اس کا کردار ہمیں رات:۸۴ میں ملتا ہے۔ عجیب حسن جو کہ حسن بدرالدین کا بیٹا ہے، انتہائی خوب صورت جوان ہے جس نے اپنے باپ کو دیکھا نہیں ہے، اس کی جدائی اس کو بہت پریشان کرتی ہے۔ وہ ہو بہو اپنے باپ کے حسن کے مطابق ہے۔

سب کی رائے تھی کہ تناسب اعضا اور نک سک اور جمال مبین میں یہ لڑکا اپنے باپ کے قدم بہ قدم ہو گا۔[۹]

اس کے کردار میں ایک حساس جوان سامنے آتا ہے جس کو لوگ اس کے باپ کا نام نہ جاننے کا طعنہ دیتے ہیں، اس بات کو وہ بہت محسوس کرتا ہے۔ اس نے اپنے باپ کو دیکھا نہیں ہوتا، وہ اس سے ملنا چاہتا ہے۔ ایک دن وہ اپنے ہم مکتبوں سے بھی اس بات پر ناراض ہو جاتا ہے وہ اس کو اس کے باپ کے نہ نظر آنے پر تنگ کرتے ہیں، اس کو تو اپنے باپ کا نام بھی معلوم نہیں ہوتا، وہ اپنی ماں کے ساتھ مل کر بہت روتا ہے۔ اس کا نانا شمس الدین اس کو ساتھ لے کر حسن بدرالدین کی تلاش میں نکل پڑتا ہے اور آخر کار وہ اس کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوتے ہیں، دوسری طرف حسن بھی اپنے بیٹے کو دیکھ کر کشش محسوس کرتا ہے اور آخر کار اس راز سے پردہ اُٹھ جاتا ہے کہ حسن ہی عجیب کا باپ ہے۔

کوزہ پشت کردار ایک مزاحیہ کردار کی شکل میں ہمیں رات ۷۷ میں ملتا ہے۔ کوزہ پشت کو بادشاہ سزا کے طور پر شمس الدین کی بیٹی سے نکاح کے لیے بھیجتا ہے۔ کوزہ پشت بھی بے وقوف بن جاتا ہے اور وزیر کی بیٹی سے شادی کے لیے تیار ہو جاتا ہے، جب کہ دُلھن، انتہائی خوب صورت دوشیزہ ہوتی ہے۔ اس کی بے وقوفی اس بات سے ہی ظاہر ہو جاتی ہے کہ کہاں وہ کبڑا اور کہاں وہ حسین و جمیل وزیر زادی۔ وہ اپنی اس خوشی میں کہ اس کی شادی خوب صورت لڑکی سے ہو رہی ہے کسی اور بات کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا اور آخر کار بیوقوف ہی بنتا ہے اور عفریت سے ڈر کر چلا جاتا ہے۔

جوانِ رعنا شمائل کا کردار ایک خوب صورت نوجوان کا کردار ہے جو کہ بہت خوب صورت ہے۔ خوب صورتی کے ساتھ ساتھ وہ مال دار بھی ہے اس کی مثال ہمیں رات: ۱۰۵ میں ملتی ہے۔ اس جوان کا ایک ہاتھ کٹ جاتا ہے۔ پریشانی کے عالم میں اس سے چوری کا جرم سرزد ہو جاتا ہے جس کی پاداش میں اس کو ہاتھ کی قربانی دینی پڑتی ہے، لیکن اس کی نیت صاف ہوتی ہے۔ ایک دفعہ دولت کھونے کے بعد دوبارہ حاصل کر لیتا ہے اور دوسروں کی مدد بھی کرتا ہے، اس کو ایک خوب صورت زہرہ تمثال سے محبت ہو جاتی ہے۔

تاج الملوک خاران کا کردار ہمیں رات: ۱۹۸، جلد دوم میں ملتا ہے۔ یہ ایک مضبوط حوصلے اور محبت کرنے والا کردار ہے۔ تاج الملوک سلیمان شاہ کا بیٹا ہے جو کہ بہت خوب صورت اور ہر فن مولا ہے، اس کو سیاحت کا بھی بہت شوق ہے۔ تاج الملوک ایک بہادر اور سچا انسان ہے، طرح طرح کے پاپڑ بیلتا ہے کہ اس کو شہزادی دنیا مل جائے۔ وہ بہت ثابت قدمی سے اپنی محبت حاصل کرتا ہے۔ شہزادی دنیا کے دل سے مردوں کے خلاف جو نفرت ہوتی ہے وہ بڑی ذہانت سے اس نفرت کو محبت میں بدل دیتا ہے اور آخر کار کامیاب ہوتا ہے۔ تاج الملوک کا کردار، انتہائی مضبوط، مستقل مزاج اور پختہ ارادے کا مالک ہے۔ سرشار، اس کے کردار کا بیان اس طرح کرتے ہیں:

> عشقِ جنوں خیز کی شورش انگیزی اور تاج الملوک کے رخسارِ تاباں اور قامتِ ہی سروِ بالا اور رعنائی کج ادائی نے وہ رنگ اثر جمایا کہ شہزادی نے عقل و صبر سے ہاتھ دھویا اور اس درجہ مفتون اور لیلائے حسن کی مجنوں ہوئی، ملول و محزن ہوئی کہ اس کی جدائی ازبس شاق گزری۔[۱۰]

عزیز کا کردار رات: ۱۹۱، جلد دوم میں ہے۔ یہ ایک ایسا کردار ہے جو کہ اپنی زندگی میں دو تین عورتوں سے بے وفائی کرتا ہے۔ وہ کسی کے ساتھ بھی زیادہ مخلص نظر نہیں آتا۔ اس کی چچازاد بہن جو کہ اس سے سچی محبت کرتی ہے اور اس کے لیے اپنی جان تک دے دیتی ہے وہ اس کی بھی پروا نہیں کرتا کہ وہ کس خندہ پیشانی سے اس کے عشق کی داستان سنتی رہی اور اس کو اچھے اچھے مشورے دیتی رہی، اس کو شعر یاد کرواتی رہی لیکن اس کی موت بھی اس کے دل میں کوئی جذبہ پیدا نہیں کرتی۔ وہ اُس عورت کو بھی دغا دیتا ہے جو کہ اس کے بیٹے کی ماں ہوتی ہے۔ اس سے وعدہ کر کے آتا ہے کہ رات کو واپس آجائے گا لیکن واپس باہر آکر اپنی سابقہ محبوبہ سے ملتا ہے اور اپنا وعدہ بھول جاتا ہے۔

غنیم ابنِ ایوب کا ذکر ہمیں رات: ۱۷۶، جلد دوم میں ملتا ہے۔ غنیم ابن ایوب، ایک سوداگر کا بیٹا ہے۔ وہ عشقِ جنوں خیز کا شکار ہوتا ہے اور بہت پریشانی اُٹھاتا ہے لیکن وہ ایک دیانت دار شخص کا کردار ہے اس کو خلیفہ کی لونڈی سے محبت ہو جاتی ہے جو کہ اتفاقیہ طور پر اس کو ملتی ہے لیکن جب اس کو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ خلیفہ وقت کی معشوقہ ہے، وہ اس کو عزت سے کہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ محبت نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ کسی اور کی ہے، وہ اس کی عزت میں بٹہ نہیں لگاتا، حالاں کہ وہ تین ماہ تک اکٹھے ایک گھر میں رہتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کے دل میں اس کی محبت پلتی رہتی ہے۔

وزیر الفضل ابن خاقان کا کردار ہمیں رات: ۱۵۱، جلد دوم میں ملتا ہے۔ یہ کردار ایک ایسے وزیر کا کردار ہے جو کہ مرتے دم تک اپنے سلطان سے وفاداری کرتا ہے۔ اس کی نیت صاف ہوتی ہے اور سب لوگ اس سے بہت خوش رہتے ہیں۔ لوگ اس کو اپنا سرمایہ ناز سمجھتے اور اس کی عمر درازی کی دُعا کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا کردار ہے جو کہ پورے قصہ میں ہر دل عزیز نظر آتا ہے۔

وزیر المعین کا کردار ہمیں رات: ۱۵۱ میں ملتا ہے۔ یہ ایک منفی کردار ہے جو کہ ہمیشہ دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ شکایتیں کرتا ہے، سلطان سے اپنا فائدہ حاصل کرتا ہے۔ لوگ اس سے بہت ناراض رہتے تھے۔ وہ نورالدین کے ساتھ بھی بہت برا کرتا ہے، اس کو پھانسی دینے کا حکم صادر کرتا ہے اس کو قید میں رکھتا ہے لیکن آخر کار اس کا انجام بُرا ہوتا ہے اور نورالدین کے ہاتھوں خلیفہ کے حکم سے اس کی جان جاتی ہے۔ وہ نورالدین اور اس کے باپ دونوں کا دشمن ہوتا ہے۔

نورالدین کا کردار ہمیں رات: ۱۵۲، جلد دوم میں ملتا ہے۔ یہ ایک بہت خوب صورت کردار ہے جو وزیر کا بیٹا ہے، انتہائی خوب صورت اور عاشق مزاج نوجوان ہے۔ سرشار اس کردار کی بابت لکھتے ہیں:

اب سنئے کہ وزیر الفضل کے ایک نورِ بصر بخت جگر فرزندِ دلبند تھا، حسن و جمال میں بدر و ہلال سے بھی وہ چند تھا۔"[11]

اس کو ایک لونڈی سے عشق ہو جاتا ہے جس سے اس کا باپ نکاح کروا دیتا ہے اور تا عمر اس کے ساتھ مخلص رہنے کا وعدہ کرتا ہے اور نو الدین اپنے وعدے پر قائم بھی رہتا ہے۔ باپ کے مرنے کے بعد وہ بے دریغ اپنی دولت لٹاتا ہے اور اس کے پاس کچھ نہیں بچتا۔

کبڑے کا کردار ایک مزاحیہ کردار ہے جس کا ذکر رات: ۱۰۱ میں ہے۔ کوزہ پشت، بادشاہ کا مسخرہ تھا اور بڑا ظریف، خوش طبع، بذلہ سنج اور مرنجاں مرنج طبیعت تھا۔ جو کوئی اس کو دیکھتا، ترو تازہ ہو جاتا۔

اس کوزہ پشت کی قطع ایسی انوکھی تھی کہ انسان چاہے کیسے ہی غیظ و غضب میں ہوتا، بے اختیار قہقہہ لگاتا۔"[12]

اس کے کردار میں ہمیں بے وقوفی بھی نظر آتی ہے۔ جب درزی اور اس کی بیوی اس کو دیکھ کر ہنستے ہیں تو وہ ان کے مذاق کو نہیں سمجھتا بلکہ ان کے ساتھ ان کے گھر چلا جاتا ہے اور اس کی بیوی کے کہنے پر مچھلی کا بڑا سا پارچہ اپنے منہ میں رکھ لیتا ہے جو کہ اس کو مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔ حالاں کہ درزی کی بیوی اس کے ساتھ دل لگی کرتی ہے اور جان بوجھ کر بڑا پارچہ اس کے منہ میں ڈالتی ہے، یوں لگتا ہے جیسے وہ اس کو انسان ہی نہیں سمجھتی۔

حجام کے دوسرے بھائی الجدار کا کردار، رات ۱۳۶، جلد دوم میں ہے۔ یہ بھی ایک انتہائی بے وقوف قسم کا کردار ہے جو انتہائی جلدی بے وقوف بن جاتا ہے اور وہ بھی ایک عورت کے ہاتھوں جو اس کو اپنے ساتھ محل میں خوب صورت عورتوں کے درمیان لے جاتی ہے اور سوال کرنے سے منع کرتی ہے۔ وہ عورتیں مل کر اس کو بے وقوف بناتی ہیں، اس کی داڑھی اور ابرو کا صفایا کروا دیتی ہیں۔

حجام کے تیسرے بھائی بوبک کا کردار رات: ۱۳۹ میں ملتا ہے یہ بھی ایک بے وقوف انسان ہے جو کہ نابینا ہے اور اپنی حماقت کی وجہ سے نقصان اُٹھاتا ہے اور ملک بدر بھی ہوتا ہے۔

حجام کے چوتھے بھائی، الکوز الاسوانی کے کردار کا ذکر رات: ۱۴۱ میں ہے یہ قوم کے اعتبار سے قصاب ہے اور ایک شخص کی سازش کا شکار ہو جاتا ہے جو حاکم وقت کے سامنے یہ ثابت کر دیتا ہے کہ یہ بکری کی بجائے انسان کا گوشت فروخت کرتا ہے۔ اس جرم کی وجہ سے اس کو خوب مار پڑتی ہے اور اس کو شہر سے نکال دیتے ہیں۔

حجام کے پانچویں بھائی الفشار کا کردار ہمیں رات: ۱۴۲، جلد دوم میں ملتا ہے۔ الفشار، مرقعِ صد حماقت وادبار ہے۔ اس کی حرکات پر گدھوں کو بھی ہنسی آتی ہے۔ اس کے سامنے بیوقوفی بھی شرماتی ہے۔ اس کے منصوبے، شیخ چلی کے منصوبوں کو بھی

شرماتے تھے اور وہ، اپنا نقصان خود اپنے ہی ہاتھوں کر لیتا ہے۔ بہت آسانی سے ایک بڑھیا کے ہاتھوں بے وقوف بن جاتا ہے۔ خیالی پلاؤ پکانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔

حجام کے چھٹے بھائی، شقائق کا کردار رات: ۱۴۸، جلد دوم میں ہے۔ حجام کا یہ بھائی اس وجہ سے مشہور تھا کہ وہ خرگوش خرام تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد جو کچھ ملا اس کو آنکھ بند کر کے لٹایا، بعد میں غریب و مفلس ہو گیا۔ خیالی پلاؤ پکانا، اس کا بھی مشغلہ تھا۔ اپنی بے قوفی سے ہمیشہ اپنا نقصان کرتا ہے اور سزا بھی پاتا ہے۔

حجام کے بھائی البکبک کا کردار، رات: ۱۳۳، جلد دوم میں ہے، یہ بھی ایک انتہائی بے وقوف قسم کا کردار ہے جو ایک لونڈی کے ہاتھوں بے وقوف بن جاتا ہے۔ پیشے کے لحاظ سے درزی ہے لیکن اپنے آپ کو بہت خوب صورت سمجھتا ہے اور بڑی آسانی سے چکی والے کی بیوی کے ہاتھوں بے وقوف بن جاتا ہے اس کے کپڑے بغیر اُجرت کے سیتا رہتا ہے۔ خود فاقوں مرتا ہے لیکن عشق کا بھوت ایسا سوار ہوتا ہے کہ اس سے پیسے نہیں مانگتا۔ اس کردار کی صفات ملاحظہ ہوں:

> لاکھ خوشی کو ضبط کیا مگر ضبط نہ کر سکے۔ تنگ ظرف تو تھے ہی، فرمایا، اجی ایک ان پر کیا فرض ہے، یہاں سینکڑوں حسینوں نے پیغام بھیجے اور سینکڑوں اب بھی جان دیتی ہیں۔ ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہوئی میرا نام لیتی ہیں۔[۱۳]

زنِ پری رو کا کردار، ہمیں ایک خوب صورت اور باوفا عورت کا کردار دکھائی دیتا ہے۔ اس کا ذکر، رات: ۲۰۱ میں ملتا ہے۔ وہ خوب صورت ہونے کے ساتھ ساتھ دولت مند ہوتی ہے۔ اس کو بھی ایک نوجوان سے محبت ہو جاتی ہے۔ یہ عورت اپنی تمام دولت اس جوان کے نام کر دیتی ہے جو اس کا خاوند بن جاتا ہے۔ وہ ہمیں ایک باوفا اور باہمت عورت کے روپ میں نظر آتی ہے کیوں کہ جب اس جوان کا ہاتھ کٹ جاتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ بہت پریشان ہوتی ہے اور جب اس کی دولت ختم ہو جاتی ہے تو اپنی تمام دولت اس کے نام کر دیتی ہے۔ خود وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس کے کردار میں ہمیں ایک مشرقی روایتی عورت نظر آتی ہے جو محبت میں اپنے خاوند پر سب کچھ قربان کر دیتی ہے اور کوئی خیالِ غلط دل میں نہیں لاتی۔

زنِ پیر کا کردار رات: ۲۲۸، جلد دوم میں ہے۔ یہ ایک عمر رسیدہ مکار بڑھیا ہے جو شہزادی دنیا کو پالتی ہے۔ شہزادی ہر جگہ اس کے ساتھ جاتی ہے۔ یہ بڑھیا اپنے آپ کو بہت تجربہ کار اور ہوشیار سمجھتی ہے اور شہزادی دنیا اور تاج الملوک دونوں سے تحفے اور رقم وصول کرتی ہے۔ تاج الملوک کو طرح طرح کے طریقے بتاتی ہے کہ وہ کس طرح شہزادی دنیا سے مل سکتا ہے۔ یہ انعام و کرام کے لالچ میں سب کچھ کرتی ہے۔ شہزادی سے سزا بھی پاتی ہے لیکن اپنے کاموں سے باز نہیں آتی۔ تیزی، طراری اور عیاری اس کے کردار کی اہم خصوصیات ہیں۔ باتیں بنانے کے فن میں طاق ہے۔ باتوں ہی سے شہزادی کو تاج الملوک کی طرف راغب کرتی ہے۔

شہزادی دنیا کا کردار رات: ۲۱۹، جلد دوم میں ہے۔ شہزادی دنیا ایک ایسا کردار ہے جو مردوں سے نفرت کرتی ہے اور باپ سے کہتی ہے کہ اگر زبردستی اس کی شادی کی گئی تو وہ اپنے شوہر کو مار دے گی۔ باپ بھی اس کی اس بات سے ڈر جاتا ہے اور اس کو مجبور نہیں کرتا۔

نورالہدیٰ کا کردار، ہمیں رات: ۱۹۱، جلد دوم میں ملتا ہے۔ نورالہدیٰ، جس کا نام عزیزہ بھی ہے، ایک ذہین اور محبت کرنے والی لڑکی کا کردار ہے۔ وہ اپنے چچازاد بھائی عزیز سے سچی محبت کرتی ہے، اِس کے لیے ہر چیز برداشت کرتی ہے، اِس کی محبت کے قصے سنتی ہے اور اس کو اپنی محبت حاصل کرنے کے بارے میں مشورے دیتی ہے۔ اپنی محبت کو دل میں چھپا لیتی ہے اور عزیز کو احساس بھی نہیں ہونے دیتی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے۔

قوت القلوب کا کردار، رات: ۱۸۵، جلد دوم میں ملتا ہے۔ قوت القلوب، خلیفہ وقت کی معشوقہ ہے جو خاتونِ زبیدہ کی سازش کا شکار ہو جاتی ہے اور اتفاقاً غنیم ابن ایوب سے ملتی ہے جس سے اس کو سچی محبت ہو جاتی ہے۔ اِس کے کردار میں ہمیں مستقل مزاجی نظر آتی ہے۔ وہ خلیفہ کی قید کاٹتی ہے لیکن اپنی محبت سے پیچھے نہیں ہٹتی۔

انیس الجلیس کا کردار، رات: ۱۵۸، جلد دوم میں ملتا ہے۔ یہ کردار بہت سی خوبیوں کا حامل ہے۔ ایک باوفا عورت کی خوبیاں اس کے کردار میں نظر آتی ہیں۔ یہ ایک لونڈی ہے جو بہت خوب صورت ہے اور بازار میں اس کی قیمت لگائی جاتی ہے، اس کو ایک وزیر دس ہزار اشرفیوں کے عوض خرید لیتا ہے۔ انیس الجلیس ہر فن میں طاق ہے، نماز پڑھتی ہے، قرآن کی تلاوت کرتی ہے۔ علم و ادب جانتی ہے، طب کے فن میں طاق ہے اور باجا تو ایسا بجاتی ہے کہ آہوانِ صحرا نشین سر دھنیں۔

خاتونِ زبیدہ کا کردار، جلد دوم میں ملتا ہے۔ خاتون زبیدہ ایک خوب صورت، ہوشیار اور عقل مند عورت کے روپ میں نظر آتی ہے جو غلطی کرنے والے کو سزا بھی ضروری دیتی ہے۔ شاہانہ مزاج ہے اور بہت ناز و نعم سے پلی بڑھی ہے۔ موقع پرست ہے اور تیز طرار بھی جو ہر دفعہ اپنے حسن کا چکما دے کر نوجوان سے مال لے آتی ہے اور پیسے بعد میں ادا کرتی ہے۔ وہ اس ہوشیاری سے کام لیتی ہے کہ ارد گرد والوں کو پتہ بھی نہیں چلنے دیتی۔ وہ ذہین عورت ہے اور اس کے مزاج میں غصہ بھی بے انتہا ہے کہ اپنے شوہر کو کھانا کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے اس کے ہاتھ اور پاؤں کے انگوٹھے کٹوا دیتی ہے۔ اس سے اس کو محبت بھی ہوتی ہے لیکن وہ جانتی ہے کہ وہ بار بار غلطی کرتا ہے اس لیے اس کو نصیحت دینے کے لیے ایسا کرتی ہے، بعد میں وہ اس کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگتی ہے۔

خاتونِ جمیل المناقب کا کردار الف لیلہ کی رات: ۶۱ میں ملتا ہے۔ خاتونِ جمیل المناقب، سمجھ دار اور درگزر کرنے والی خاتون کے طور پر نظر آتی ہے۔ وہ بہت فراخ دلی سے اپنی سوتیلی بہنوں کو بہت دفعہ معاف کرتی ہے، جب کہ وہ بہنیں اس کی جان

لینے کی بھی کوششیں کرتی ہیں، لیکن وہ ہر بار اُن کو معاف کر دیتی ہے اور ان کو سینے سے لگا کر اپنے گھر میں رکھ لیتی ہے۔ اس کردار میں ایک روایتی بڑی بہن نظر آتی ہے جو اپنی چھوٹی بہنوں کو سینے سے لگا کر رکھتی ہے۔ بہنیں، بار بار نقصان کرتی ہیں وہ پھر بھی اُن کو حصہ دار بناتی ہے۔ اپنی بہنوں کی دو دفعہ شادی کرتی ہے اور جب وہ خود شادی کرنے کا سوچتی ہے تو بہنیں اس جوان کو سمندر میں پھینک دیتی ہیں کہ ہماری بہن اس سے شادی نہ کرے بلکہ ہم کریں، حالاں کہ وہ دونوں عمر میں اس سے چھوٹی ہوتی ہیں لیکن عادات اور صفات میں وہ اس سے بڑی نظر آتی ہیں۔ پھر ایک واقعہ میں وہ ایک سانپ کی جان بچاتی ہے تو وہ عفریت بن کر اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی دونوں بہنوں کو جادو کے زور سے کتیا بنا دیتا ہے کیوں کہ وہ دونوں اس کو بھی سمندر میں پھینک دیتی ہیں اور آخر کار ان کو اس کی سزا ملتی ہے لیکن یہ بہن اُن کو پھر معاف کر دیتی ہے کہ یہ اس کی فطرت نہیں کہ کسی کو نقصان پہنچائے۔

سوداگر کا کردار ان لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے کہ جو دوسروں کی باتوں میں آکر خود اپنا نقصان کر لیتے ہیں۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جو کچھ نظر آرہا ہے وہی حقیقت سمجھتا ہے، اس کے برعکس اس بات تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی جاتی کہ اصل معاملہ کیا ہے اور کسی کی بھی کہی ہوئی بات کو سچ سمجھ جاتے ہیں۔ سوداگر بھی سنی سنائی پر یقین کرتا ہے اور اپنی عقل استعمال نہیں کرتا۔ تاجر کی بیوی خوب صورت اور شاطر عورت ہے۔ میاں کو اس کی دم بھر کی جدائی بھی از بس شاق تھی۔ ایک دفعہ تاجر کو کام کی وجہ سے کسی دوسری جگہ جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اس کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اگر اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کی نیت بد ہو گئی۔ اپنی انھی سوچوں میں گم وہ ایک دن بازار جاتا ہے۔ وہاں پر بہت سے پرندے فروخت کیے جا رہے ہوتے ہیں وہ ان میں سے ایک نادر و نایاب طوطے کا انتخاب کرتا ہے، اس کو گھر لے آتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد وہ واپس آتا ہے۔ طوطا بتاتا ہے کہ اس کی بیوی کا کسی کے ساتھ تعلق ہے وہ روزانہ گھر آتا ہے۔ چناں چہ بیوی نے قسم کھائی کہ جب تک طوطے کو سزا نہ دلواؤں گی آرام سے نہ بیٹھوں گی۔ اتفاق سے سوداگر کو پھر باہر جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ بیوی موقع پا کر لونڈیوں کو حکم دیتی ہے کہ تم میں سے ایک پنجرے کے قریب چکی پیسے، دوسری پنجرے پر پانی ڈالے اور ایک جا کر آئینے کو خوب چمکائے۔ جب سوداگر گھر آتا ہے تو طوطے سے رات کا حال دریافت کرتا ہے۔ طوطا کہتا ہے کہ تمام رات بارش ہوئی، بجلی چمکتی رہی اور کسی نے میرا پنجرہ اُٹھا کر اندر تک نہیں رکھا۔ کسی کو میرا خیال نہیں آیا۔ سوداگر کو طوطے کے اس جھوٹ پر بہت غصہ آیا کیوں کہ تمام رات تو موسم خشک تھا، تارے چمک رہے تھے۔ سوداگر اس کو پنجرے سے نکال کر زمین پر دے مارتا ہے اور طوطا مر جاتا ہے۔ کچھ ہی عرصہ گزرتا ہے کہ ایک لونڈی کی اور سوداگر کی بیوی کی آپس میں تکرار ہوتی ہے اور لونڈی اس قدر آزردہ ہوتی ہے کہ آشنائی کا حال آقا کو کہہ سناتی ہے اور ایک روز اس آوارہ مزاج کے آشنا کو گھر سے نکلتے ہوئے آقا کو دکھاتی ہے۔ وہ تاجر اسی وقت اس مرد کو اور اپنی بیوی کو مار ڈالتا ہے اور بہت افسوس کرتا ہے کہ اس نے طوطے کی سچی باتوں پر یقین نہ کیا۔

ماہی گیر کا کردار، بہت سی خصوصیات کا سنگم ہے۔ وہ ایک انتہائی غریب و مفلس مگر قناعت پسند ہے، اس کو جتنا ملتا ہے، وہ اس پر صبر شکر کرتا ہے اور زیادہ کا لالچ نہیں کرتا۔ اگر کسی دن اس کو مچھلی نہیں ملتی تھی تو پھر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

حجام جس کا نام السامت ہے، اِس کا کردار الف لیلہ کی رات:۱۳۲، جلد دوم میں ملتا ہے۔ یہ ایک باتونی کردار ہے اور خوش فہمی میں رہتا ہے، جس کے گلے پڑ جاتا ہے اس کا ساتھ آسانی سے نہیں چھوڑتا ہے۔ اپنی طرف سے وہ اپنے آپ کو بہت بڑا حجام سمجھتا ہے، عقلمند اور تقریر کرنے میں خود کو بے مثل سمجھتا ہے۔ بولتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچتا کہ دوسرے اس کے زیادہ بولنے سے پریشان تو نہیں ہو رہے۔ بڑے ماہرانہ طریقے سے ستاروں کا حساب کتاب لگا کر حجامت بناتا ہے۔

درزی اور اس کی بیوی کا کردار ہمیں رات:۱۰۱، جلد دوم پر ملتا ہے۔ درزی اور اس کی بیوی دونوں شوخ اور چالاک ہیں، انھیں شاطر کہنا چاہیے جو بڑی مہارت سے ایک مرے ہوئے شخص کو اپنے گلے سے اُتار کر کسی اور کے گھر میں ڈال آتے ہیں۔ درزی شوقین مزاج تھا اور اپنے ہم عصروں میں آمدنی کے لحاظ سے بھی فائق ہے۔ اس کو نئی نئی چیزیں دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ وہ اور اس کی بیوی روزانہ سیر و تفریح کو جاتے اور چیزوں کے حسن و خوب صورتی سے لطف اندوز ہوتے۔ وہ کوزہ پشت کو بھی ایک مشغلہ یا مزاحیہ چیز سمجھ کر گھر لے آتے ہیں اور جب اس کے گلے میں کانٹا پھنس جاتا ہے تو کسی اور کے دروازے پر چھوڑ آتے ہیں۔ بیوی بہت زیادہ ہوشیار ہوتی ہے اور بہت عقلمندی سے اپنے میاں کو سمجھاتی ہے کہ اس کبڑے کی لاش کو کہیں اور چھوڑ آتے ہیں۔ ہوشیاری اور چالاکی ان کے کردار کی اہم خصوصیت ہے جس سے کام لیتے ہوئے وہ ایک مشکل وقت میں بڑی آسانی سے حل نکال لیتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے نظر آتے ہیں جو مصیبت میں بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہیں۔

الف لیلہ کے کرداروں میں ہمیں ایک تہذیب کی عکاسی ملتی ہے۔ یہ ایسے کردار ہیں جو بے شمار احساسات اور جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان میں ایسا جادو اور سحر ہے جو سب کو اپنا اسیر کر دیتا ہے۔ اس کا جادو قائم بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ کیوں کہ اس کی کہانیاں انسانی جذبوں کے گرد بُنی ہوئی ہیں۔ اس داستان کی تخلیق میں دنیا کے مختلف خطوں کا خمیر شامل ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اس داستان میں ایسا اجتماع ملتا ہے جس کو مختلف ذائقوں اور خوشبوؤں کا اجتماع کہا جا سکتا ہے۔ کردار اور رسم و رواج جس جگہ کے پیش کیے گئے ہیں اسی خطے کا لمس اور خوشبو محسوس ہوتی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، منہاج یونیورسٹی، لاہور۔ asifaizzat.urdu@mul.edu.pk

۱۔ شمس الرحمٰن فاروقی، ساحری، شاہی، صاحب قرانی: داستان امیر حمزہ کا مطالعہ؛ جلد اول، نظری مباحث (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۹ء)، ۸۰-۸۴۔

۲۔ گیان چند جین، اُردو کی نثری داستانیں (لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۷ء)، ۱۱۰۔

۳۔ ایضاً، ۶۲۷۔

۴۔ عبدالرشید صدیقی، پنڈت رتن ناتھ سرشار کے تراجم (ایک تنقیدی جائزہ) (علی گڑھ: عبدالرشید صدیقی، ۱۹۹۷ء)، ۹۸۔

۵۔ رتن ناتھ سرشار، مترجم، الف لیلہ مع تصاویر ہر چہار جلد (لکھنؤ: نول کشور پریس، ۱۹۰۱ء)، ۱۰۴۸۔

۶۔ سہیل بخاری، اردو داستان: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء)، ۲۰۳۔

۷۔ ایضاً، ۲۰۳۔

۸۔ رتن ناتھ سرشار، مترجم، الف لیلہ مع تصاویر ہر چہار جلد، ۱۹۸۔

۹۔ ایضاً، ۲۲۲۔

۱۰۔ ایضاً، ۴۳۰۔

۱۱۔ ایضاً، ۳۴۶۔

۱۲۔ ایضاً، ۲۵۵۔

۱۳۔ ایضاً، ۳۱۵۔

Bibliography

Bukhari, Sohail. *Urdū Dastān: Tehqīqi-o-Tanqīdi Mūtale'a*. Islamabad, Muqtadra Qaumi Zaban, 1987.

Farooqi, Shams ur Rehman. *Sāhiri, Shāhi, Sāhib Qarāni: Dastān-i Amīr Hamzah kā Mūtale'a*. vol-1. New Dehli: Qaumi Council Baraye Farogh-i Urdu Zaban, 1999.

Jain, Gayan Chand. *Urdū ki Nasri Dastānain*. Lakhnow: Uterperdesh Urdu Acadmy, 1987.

Sarshar, Ratan Naath. Trans. *Alif Lailā Ma'a Tasawīr Her Chahār Jild*. Lakhnow: Nval Kishor press, 1901.

Siddiqui, Abdul Rasheed. *Pandit Ratan Nāth Sarshār key Tarājum (Aik Tanqīdi Jaizā)*. Ali Garh: Abdul Rasheed Siddiqui, 1997.